[1996] سپریم کورٹ رپوٹس10.S.C.R

از عدالت عظمی

نیٹ راج سنگھ

بنام

اسٹیٹ آف ایم پی

19 دسمبر 1996

[ڈاکٹر اے ایس آنند اور کے ٹی تھامس، جسٹس]

ثبوت ایکٹ، :1872 دفعات 101 تا 111، 114 — ثبوت کا بوجھ — مفروضے — اصول اور اس کا اثر

دفعہ 114 مثال (a) — قیاس — ڈرانک — ڈکیتی کے دو دن کے اندر چاندی کے ٹوڈل کا قبضہ — ملزم کو یہ ظاہر کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں کہ اسے چھپایا گیا تھا اور نہ ہی اس کے پاس ڈکیتی میں ملوث کوئی اور چوری شدہ مال تھا — منعقد : چوری شدہ سامان کا مالک خود چور ہو یا چوری کا مال وصول کرنے والا — جب ڈکیتی (یا ڈکیتی) اور قتل ایک ہی لین دین کا حصہ بنتے ہیں، تو عدالت یہ قیاس کر سکتی ہے کہ مالک بھی قاتل تھا — کیس کے حالات میں یہ درست نہیں ہوگا۔ چوری شدہ املاک کے وصول کنندہ ہونے کے الزام سے آگے قیاس کرنا — ضابطہ تعزیرات، 1860، دفعہ 396 اور 411

اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات ہند 1860 کی دفعہ 396 کے تحت قتل کے ساتھ ڈکیتی کا مجرم قرار دیا گیا اور سیشن عدالت نے اسے سزا یابی کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے سزا کی تصدیق کی لیکن سزا کو کم کر کے عمر قید کر دیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

استغاثہ کے مطابق متوفی اور اس کا بھائی اپنے والد کے ساتھ گاؤں کے سفر پر گئے تھے۔ جیسے ہی وہ جنگل کے علاقے میں پہنچے تو پانچ افراد نے انہیں روک دیا۔ ان میں سے ایک، جو بندوق سے لیس تھا، نے والد پر گولی چلائی اور اس سے زیورات پر مشتمل بیگ چھین لیا۔ گینگ میں ایک اور، جس کے پاس بھی بندوق تھی، نے متوفی سے اپنے زیورات حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب متوفی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو مسلح افراد نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے زیورات چھین لیے۔ ایک پہلی معلومات کا بیان درج کیا گیا اور واقعے کے دو دن بعد اپیل گزار سے والد کا چاندی کا تو دل (زیور) برآمد ہوا۔ اپیل کنندہ کو فوری طور پر گرفتار کر لیا گیا۔

اس عدالت سامنے سوال، نیچے دی گئی عدالت عالیان کے مشترکہ نتائج کی روشنی میں، یہ تھا کہ کیا شواہد ایکٹ 1872 کی دفعہ 114 کی مثال (اے) کے تحت اس اپیل گزار کے خلاف ڈکیتی اور قتل کے لیے قانونی طور پر مفروضہ تیار کیا جا سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس واقعے کے دو دن بعد چوری شدہ اشیا میں سے ایک تھی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1.1:اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مثال صرف ایک مثال ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک رہنما اصول ہے۔ بہر حال اس مثال کی ایک منطقی بنیاد ہے۔ثبوت ایکٹ 1872 کی دفعہ 114 عدالت کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد کرتی ہے کہ بعض حالات میں ثبوت کا بوجھ کس پر ہے۔ حالات کے ایک سیٹ میں ثبوت کے بوجھ کا تعین کرنے کے لیے عدالت کی مدد کے لیے حقائق پر ایک مفروضہ اٹھایا جانا چاہیے۔ چونکہ عدالت حالات کے مجموعی نتیجے کی بنیاد پر یا کسی ایک صورت حال پر کچھ نتائج اخذ کرسکتی ہے، اس لیے عدالت اس طرح کے قیاس شدہ مفروضوں کو الٹنے کے بوجھ کے ساتھ معاملے میں ایک یا دوسرے فریق پر ذمہ داری طے کرنے کی پوزیشن میں ہوگی۔[B-380؛H-379]

1.2. ثبوت ایکٹ 1872 کی دفعہ 114 کی مثال (اے) مفروضے کے دو مراحل کی نشاندہی کرتی ہے۔ پہلا یہ ہے کہ مالک خود چور ہوسکتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ مالک مطلوبہ علم کے ساتھ چوری شدہ جائیداد کا صرف وصول کنندہ ہوسکتا ہے۔ بظاہر، پہلا شدید درجے کا ہے اور مؤخر الذکر کم درجے کا ہے۔ اگر صرف ملزم کے ساتھ چوری شدہ چیز کا قبضہ ثبوت میں ثابت ہوتا ہے، تو عدالت کے لیے مثال میں تصور کے دو مراحل کے درمیان انتخاب کرنا مشکل کام ہے۔ اشیا کے قبضے کی نوعیت، چھپانے کی جگہ یا طریقہ، جس طریقے سے ملزم کے ذریعے ان سے نمٹا گیا، درمیانی مدت کی لمبائی، اس کے پاس موجود چوری شدہ اشیا کی تعداد وہ تمام عوامل ہیں جو عدالت کو یہ مفروضہ پیش کرنے میں مدد کریں گے کہ مالک خود چور تھا۔ اسی طرح، اگر قبضہ کسی دوسرے اشارے یا مجرمانہ حالات سے وابستہ ہے تو زیادہ بڑھتا ہوا مفروضہ کھینچنے کا جواز ہوسکتا ہے۔ ایسے معاملے میں جہاں ڈکیتی (یا ڈکیتی) اور قتل ایک دوسرے سے اتنے جڑے ہوئے ہیں کہ لین دین کا لازمی حصہ بن جاتے ہیں، عدالت اس مفروضے کو کھینچنے کی حد تک جاسکتی ہے کہ مالک قاتل بھی تھا۔[380-بی-ایف]

1.3. موجودہ معاملے میں اپیل کنندہ کے پاس چاندی کا تو دل پایا گیا، قتل کے فوراً بعد نہیں، بلکہ ڈکیتی کے دو دن کے اندر۔ وہ زیورات کو اپنی شخصیت پر رکھتے ہوئے کھلے عام گھومتے ہوئے پایا گیا۔ اس بارے میں شواہد میں کافی فرق ہے کہ آیا چاندی کے تودے متوفی کی شخصیت پر تھے، جیسا کہ اس کی ماں نے بیان کیا تھا، جب وہ اپنے والد کے ساتھ چلی گئی تھی یا کیا والد کے پاس بھی وہی تھے، جیسا کہ استغاثہ کی طرف سے پیش کی گئی کہانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جو بھی ہو، اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے اسے چھپایا تھا، اور نہ ہی ڈکیتی میں ملوث کسی اور چوری شدہ جائیداد کے قبضے میں تھا۔ اس کیس کے حقائق اور حالات پر، مطلوبہ علم کے ساتھ اپیل کنندہ کے چوری شدہ جائیداد کا وصول کنندہ ہونے کے علاوہ کوئی مفروضہ پیش کرنا درست نہیں ہوگا۔[381-ای-ایچ]

ایودھیا سنگھ بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1972) ایس سی 250؛ کالی رام بنام ریاست ایچ پی اے آئی آر (1973) ایس سی 2173؛ بیجو بنام ریاست ایم پی اے آئی آر (1983) ایس سی 522 اور ایر بھدر پا بنام ریاست کرناٹک، اے آئی آر (1983) ایس سی 446، پر انحصار کیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1992: کی فوجداری اپیل نمبر 617۔

1990 کے فوجداری اپیل نمبر 1048 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 18.1.91 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ششانک شیکھر (اے سی)۔

یو این بچاوت۔ مدعا علیہ کے لیے پرشانت کمار اور اوما ناتھ سنگھ

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس۔ اپیل کنندہ کو قتل کے ساتھ ڈکیتی کا مجرم قرار دیا گیا اور سیشن عدالت نے اسے سزا یابی کی سزا سنائی۔ مدھیہ پردیش کی عدالت عالیہ میں اپیل پر سزا کو برقرار رکھا گیا لیکن سزا کو کم کر کے عمر قید کر دیا گیا۔ انہوں نے یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی ہے۔ دونوں عدالت عالیان کے حقائق پر مشترکہ نتائج کی روشنی میں، اس اپیل میں جو سوال تنگ ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ آیا واقعہ کے دو دن بعد چوری شدہ اشیا میں سے ایک کو اپنے پاس رکھنے کی بنیاد پر اپیل کنندہ کے خلاف ڈکیتی اور قتل کا قانونی طور پر مفروضہ تیار کیا جا سکتا تھا۔

مذکورہ بالا اہم نکتے پر غور کرنے کے لیے، ہم مقرر کر سکتے ہیں لیکن، مختصر طور پر، حقائق 11.10.1988 پر، ایک سندر لال (PW-8) گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گاؤں (نگر دیوری) سے کرکانی گاؤں (مدھیہ پردیش) کی طرف خنزیروں کے ریوڑ کے ساتھ جا رہا تھا، اس کا بارہ سالہ بیٹا لاٹھی رام (PW-10) اور بیس سالہ بیٹی (لکشمی بائی) بھی اس کے ساتھ پیدل جا رہے تھے۔ جیسے ہی وہ جنگل کے علاقے (گودرواڈا دیہات) پہنچے تو اندر سے پانچ افراد نکلے اور مسافروں کو روکا۔ پانچوں میں سے ایک، جو بندوق سے لیس تھا، نے سندر لال (پی ڈبلیو—8) کے سینے پر ہتھیار کی طرف اشارہ کیا اور اس سے اپنے تمام پیسے اور زیورات حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ سندر لال گھوڑے کی پیٹھ سے اترا، لیکن اچانک بندوق بردار نے اس پر گولی چلا دی جس سے اس کی کمر پر گولی لگی جس کے نتیجے میں چھرے اس کے پینس اور پیرینیم کے علاقے میں داخل ہو گئے اور پھر حملہ آوروں نے متاثرہ سے زیورات پر مشتمل ایک بیگ چھین لیا، اس کے علاوہ اس کی کلائی کی گھڑی اور اس سے نقد رقم چھین لی۔ گینگ کے ایک اور شخص، جس کے پاس بھی بندوق تھی، نے لکشمی بائی سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے کرگھونا (ایک زیور) حوالے کر دے۔ جب وہ رونے لگی تو مسلح شخص نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے زیورات چھین لیے۔ سندر لال (پی ڈبلیو—8) کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے اور ڈاکوؤں کے سامنے جھلک گئے۔ ان میں سے ایک نے گووند داس کے شاگردوں کے طور پر اپنی شناخت ظاہر کی— اس لیے کہا کہ اس نے اسے اپنے سینے پر بندوق کے بٹ اینڈ سے دھمکی دی، سندر لال (پی ڈبلیو—8) دوبارہ نیچے گر گیا۔ اس دوران چھوٹا لڑکا (لکی رام) ڈاکوؤں کے کان سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ جب وہ لوٹ کے ساتھ جائے وقوعہ سے چلے گئے تو سندر لال لرزا اٹھا اور اپنے چھوٹے بیٹے لکی رام کی مدد سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بیٹی لکشمی بائی کی لاش کو جنگل میں پڑا چھوڑ کر اپنے گاؤں واپس چلا گیا۔

سندر لال (پی ڈبلیو—8) کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ دھوما پولیس اسٹیشن گیا اور اسی شام (شام 5 بج کر 25 منٹ) پہلی معلوماتی بیان درج کرایا۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ پولیس سست روی کا مظاہرہ کرتی رہی حالانکہ وہ سندر لال کو جبل پور میڈیکل کالج ہسپتال لے جانے کے

لیے کافی مہربان تھے۔

پولیس کے بیان کے مطابق انہیں 13.10.1988 پر بھیلائی مارکیٹ کے ارد گرد گھوم رہی دیسی بندوق کے ساتھ ایک شخص کی خاندانی نقل وحرکت کے بارے میں کچھ معلومات ملی۔ پی ڈبلیو۔ 15 (دھنگور پولیس اسٹیشن کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر) پولیس کے ایک دستے کے ساتھ جگہوں پر پہنچے اور انہوں نے اپیل کنندہ (نیتر اج) اور ایک گنپت کو مقامی لوگوں کی طرف سے کچلتے ہوئے پایا۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے پہلے گنپت کے شخص کی تلاشی لی اور ایک دیسی بندوق، پانچ کارتوس اور زیورات سمیت کچھ دیگر سامان برآمد کیا۔ جب اپیل کنندہ کی تلاشی لی گئی تو چاندی کا تودل (ایک زیور) برآمد ہوا۔ دونوں کو موقع پر ہی گرفتار کرلیا گیا۔ بعد میں پولیس چار دیگر افراد کا سراغ لگا سکی اور انہیں بھی گرفتار کرلیا گیا۔

تفتیش مکمل ہونے کے بعد پولیس نے اپیل کنندہ اور گنپت سمیت چھ افراد کو تعزیرات مجموعہ تعزیرات ہند 396 اور آرمز ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت جرائم کے لیے چارج شیٹ کیا۔ لیکن چھ میں سے ایک ملزم مفرور رہا اور اس لیے اپیل کنندہ سمیت دیگر پانچ افراد کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ سیشن عدالت نے گنپت اور اس اپیل کنندہ یا سیکٹر 396 آئی پی سی اور آرمز ایکٹ کی دفعہ 27 کو مجرم قرار دیا اور انہیں سزا یابی کی سزا سنائی جبکہ دیگر تین کو بری کر دیا گیا۔ مدھیہ پردیش کی عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو آرمز ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت جرائم سے بری کر دیا اور دفعہ 396 آئی پی سی عدالت عالیہ کے تحت سزا کی تصدیق کی، تاہم، سزا یافتہ دونوں افراد کے لیے سزا کو کم کر کے عمر قید کر دیا۔

یہ اپیل صرف نیتر اج کی طرف سے ہے اور اس لیے گنپت سے متعلق شواہد کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

نیتر اج کے خلاف واحد ثبوت یہ ہے کہ پولیس نے 13.10.1988 یا 13.10.1988 کو اس سے چاندی کا ٹوڈل برآمد کیا۔ دونوں عدالتوں نے پایا کہ چاندی کا جو ٹوڈل اس سے برآمد ہوا وہ سندر لال کا تھا اور کرپانی جانے والے بدقسمت سفر کے دوران اس کے قبضے میں تھا۔ اس اپیل میں، ہم اس حقیقت کی بنیاد پر آگے بڑھیں گے کہ دونوں عدالتوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ چاندی کا ٹوڈل ایک چوری شدہ سامان تھا اور وہی 13.10.1988 کو اپیل کنندہ نیتر اج کے قبضے سے پایا گیا تھا۔

ریاست مدھیہ پردیش کی طرف سے دلیل دینے والے فاضل وکیل شری بجاوت نے قابل کہ اپیل کنندہ کی دفعہ 396 آئی پی سی کے تحت جرم کی سزا اس کے خلاف مذکورہ بالا انتہا مجرمانہ حالات پر تصدیق کے قابل ہے۔ فاضل وکیل نے دعوی کیا کہ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 114 کی مثال (اے) کو اپیل کنندہ کے خلاف مفروضہ کھینچنے کے لیے اچھی طرح سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ مثال اس طرح پڑھتی ہے :

"وہ عدالت یہ فرض کرسکتی ہے کہ کوئی شخص جو چوری کے فورا بعد چوری شدہ سامان کے قبضے میں ہے یا تو چور ہے یا اسے سامان موصول ہوا ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ چوری ہوگیا ہے، جب تک کہ وہ اپنے قبضے کا حساب نہ دے سکے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مثال صرف ایک مثال ہے یا زیادہ سے زیادہ یہ ایک رہنما اصول ہے۔ بہر حال اس مثال کی ایک منطقی بنیاد ہے۔ثبوت

ایکٹ کی دفعہ 114 عدالت کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد کرتی ہے کہ بعض حالات میں ثبوت کا بوجھ کس پر ہے۔حقائق پر ایک مفروضہ عدالت کی مدد کے لیے تیار کیا جاتا ہے تاکہ حالات کے ایک سیٹ میں ثبوت کے بوجھ کا تعین کیا جا سکے۔ چونکہ عدالت حالات کے مجموعی نتیجے کی بنیاد پر یا واحد حالات پر کچھ نتائج اخذ کر سکتی ہے، اس لیے عدالت اس طرح کے قیاس شدہ مفروضے کو الٹنے کے بوجھ کے ساتھ معاملے میں دوسرے فریق میں سے کسی ایک پر ذمہ داری طے کرنے کی پوزیشن میں ہوگی۔

مثال (a) کسی مفروضے کے دو مراحل کی نشاندہی کرتی ہے۔ پہلا یہ ہے کہ مالک خود چور ہو سکتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ مالک مطلوبہ علم کے ساتھ چوری شدہ جائیداد کا صرف وصول کنندہ ہوتا۔اس کے مطابق، پہلا شدید درجے کا ہے اور مؤخر الذکر کم درجے کا ہے۔ اگر صرف ملزم کے پاس چوری شدہ چیز کا قبضہ ثبوت میں ثابت ہوتا ہے تو عدالت کے لیے مثال میں تصور کے دو مراحل کے درمیان انتخاب کرنا مشکل کام ہے۔اشیا کی ملکیت کی نوعیت، چھپانے کے طریقے کی جگہ، جس طریقے سے ملزم کے ذریعے ان سے نمٹا گیا، درمیانی مدت کی لمبائی، اس کے پاس موجود چوری شدہ اشیا کی تعداد وہ تمام عوامل ہیں جو عدالت کو یہ مفروضہ پیش کرنے میں مدد کریں گے کہ مالک خود چور تھا۔اسی طرح، اگر قبضہ کسی دوسرے اشارے یا مجرمانہ حالات سے وابستہ ہے تو یہ زیادہ بڑھتا ہوا مفروضہ کھینچنے کا جواز ہو سکتا ہے۔ایسے معاملے میں جہاں ڈکیتی (یا) ڈکیتی اور قتل ایک دوسرے سے اتنے جڑے ہوئے ہیں کہ ایک ہی لین دین کا لازمی حصہ بن جاتے ہیں، عدالت اس مفروضے کو کھینچنے کی حد تک جا سکتی ہے کہ مالک قاتل بھی تھا۔

ایودھیا سنگھ بنام ریاست راجستھان میں، اے آئی آر (1972) ایس سی 2501 نے تین ججوں کی بنچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے، جسٹس کھنہ، جسٹس نے نشاندہی کی کہ اس مفروضے کی حد، جس معاملے میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزم کے پاس چوری شدہ سامان موجود تھا، اس مخصوص معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہوگی اور اس سلسلے میں کوئی سخت اور تیز حکمرانی نہیں کی جا سکتی۔ان کے حاکم ایک ایسے کیس سے نمٹ رہے تھے جس میں قیدی کے گھر کے ساتھ ساتھ اس کے شخص سے اور کچھ دن بعد قبرستان سے بھی چوری شدہ اشیاء کی اچھی تعداد برآمد ہوئی تھی۔حقائق پر، یہاں تک کہ سامان کی چوری اور بازیابی کے درمیان 17 دن کے وقفے پر بھی عدالت عالیان کے اس مفروضے سے اتفاق کرنے سے باز رہنے کے لیے کافی نہیں سمجھا گیا کہ قیدی جرم یا چوری کا مجرم تھا۔تین ججوں کی ایک اور بنچ نے کالی رام بنام ریاست ہماچل پردیش، اے آئی آر (1973) ایس سی 2773 میں اس موقف پر غور کیا جہاں دو افراد کو قتل کیا گیا تھا اور ان کے زیورات کو ملزم نے ایک بینکر کے ساتھ بانٹ لیا تھا۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جا سکتا۔انسانی طرز عمل اتنا پیچیدہ ہے کہ عدالت عالیان میں کھیلنے کے لیے جگہ چھوڑنی چاہیے۔عین مطابق تجاویز کا ایک سلسلہ وضع کرنا اور انسانی رویے کو آبنائے جیکٹوں کے اندر محدود کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہاں کا خام مال بہت زیادہ پیچیدہ ہے جو عین مطابق اور درست اور درست تجاویز کے لیے حساس ہے۔ یہاں بیری بنام ریاست مدھیہ پردیش، اے آئی آر (1978) ایس سی 522 میں جعلی ہے۔اس عدالت نے ایک گھر کے دو قیدیوں کے معاملے یا قتل پر غور کیا جس میں چوری کے ساتھ ایک ٹرانجسٹر، کلائی کی گھڑی، دو سونے کے زیورات، ایک ٹارچ لائٹ، کئی ساڑیاں اور شرٹ چوری ہوئی تھیں — جب ملزم کو گرفتار کیا گیا تو پولیس نے ان اشیاء کو اس کے بیان کے زور پر اس کے گھر سے برآمد کیا۔اس عدالت نے کچھ دوسرے حالات پائے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دوسرے حالات کے ساتھ گنتی کرنے پر ملزم کے ساتھ ان تمام اشیا کا قبضہ اس مفروضے کو درست ثابت کرے گا کہ ملزم نہ صرف چور ہے بلکہ گھر کے قیدیوں کا قاتل بھی

ہے۔ایرافاپراپابنام ریاست کرناٹک،اے آئی آر(1983) ایس سی 446 میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ" یہ سوال کہ چوری شدہ جائیداد کا حالیہ قبضہ جرم کے مفروضے کو درست ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، اس کے مطابق مختلف ہوتا ہے کیونکہ چوری شدہ چیز ہاتھ سے ہاتھ کرنے کے لیے آسانی سے منتقل ہوتی ہے یا نہیں۔"

یہاں اپیل کنندہ نیٹ راج کے پاس چاندی کا تودل پایا گیا، قتل کے فورا بعد نہیں، بلکہ ڈکیتی کے دو دن کے اندر۔ وہ زیورات کو اپنی شخصیت پر رکھتے ہوئے کھلے عام گھومتے ہوئے پایا گیا۔اس بارے میں شواہد میں کافی فرق ہے کہ آیا چاندی کے تودے متوفی کی شخصیت پر تھے، جیسا کہ اس کی ماں نے بیان کیا تھا، جب وہ اپنے والد کے ساتھ چلی گئی تھی یا کیا والد کے پاس بھی وہی تھے، جیسا کہ استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ کہانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی ہو، اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے اسے چھپایا تھا، اور نہ ہی اس کے پاس ڈکیتی میں ملوث کوئی دوسری چوری شدہ جائیداد تھی۔ کیا وہ کسی ڈاکو سے اس پر قبضہ کر سکتا تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ اسے یہ کسی اور سے مل جائے؟ ہماری رائے ہے کہ، اس معاملے کے حقائق اور حالات پر، مطلوبہ علم کے ساتھ چوری شدہ جائیداد کا وصول کنندہ ہونے کے علاوہ کوئی مفروضہ پیش کرنا درست نہیں ہوگا۔

لہذا ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 396 کے تحت اپیل کنندہ نیٹ راج پر منظور کی گئی سزا اور جے سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ہم اس کی سزا کو آئی پی سی کی دفعہ 411 میں تبدیل کرتے ہیں اور اسے تین سال کی سخت قید کی سزا دیتے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر اس نے جیل کی مذکورہ مدت پہلے ہی مکمل کر لی تھی تو اسے فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا اگر اس کی کسی اور معاملے میں ضرورت نہیں ہے۔

وی ایس ایس

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this
document